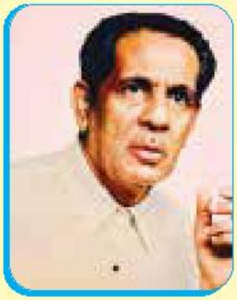

فراق گورکھ پوری
(۱۸۹۶ء۔۱۹۸۲ء)

اصل نام رگھو پتی سہائے جب کہ فراق تخلص تھا۔ گورکھ پور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد منشی گورکھ پرشاد ایک تعلیم یافتہ شخص تھے اور ان کا پیشہ وکالت تھا۔ وہ شعروشاعری میں بھی خاصا شغف رکھتے تھے۔ عبرت ان کا تخلص تھا۔ فراق کی شاعری میں دل چسپی کی بڑی وجہ ان کا گھریلو ماحول بھی کہا جاسکتا ہے جس میں پرورش پا کر انھوں نے شعروسخن کی دنیا میں بڑا نام پیدا کیا۔

فراق نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر ہی حاصل کی۔ وہ اُردُو، فارسی اور انگریزی ادب کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ انھوں نے ۱۹۳۰ء میں انگریزی ادب میں الہٰ آباد یونیورسٹی سے ایم۔ اے کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ بعد میں شعبۂ تدریس کا انتخاب کیا اور پھر تمام عمر اسی پیشے سے وابستہ رہے۔ غزل کے ساتھ ان کے تنقیدی مضامین اور خطوط نے بھی خاصی شہرت حاصل کی۔ بھارت اور سوویت یونین کی طرف سے ان کی ادبی خدمات پر انھیں اعزازات سے نوازا گیا۔

فراق ایک وسیع المطالعہ شاعر تھے اور ان کی مشرقی و مغربی ادب پر گہری نظر تھی، اس لیے انھوں نے اپنی غزلوں میں ان دونوں تہذیبوں سے بھرپور خوشہ چینی کی ہے۔ مزید برآں انھیں آریائی اور دیومالائی کلچر ورثہ میں ملا تھا۔ چناں چہ اس تجسس اور ذوق نے انھیں مغربی، ایرانی اور ہندوستانی کلچر کا محرم بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزی اور فارسی زبانوں اور تہذیبوں کے ملے جلے اثرات نے ان کے ذہن و دل کی گہرائیوں میں اتر کر نئے نئے خیالات پیدا کیے ہیں۔ ان کی غزلوں میں شدید جذباتی کیفیات اور جمالیاتی حسن پایا جاتا ہے۔

فراق نے غزل میں نئے موضوعات متعارف کرائے اور غزل کو حیاتِ نو بخشی۔ فراق گورکھ پوری کی تصانیف میں ''پچھلی رات''، ''چراغاں''، ''گلِ نغمہ''، ''شعلۂ ساز''، ''روحِ کائنات''، ''غزلستان''، ''شبنمستان''، ''آرزو کی عشقیہ شاعری'' اور ''اُردُو غزل گوئی'' شامل ہیں۔ ان کا تمام کلام ''کلیاتِ فراق'' کی صورت میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

Web version of PECTAA
Not for Sale

سبق: ۱۹

غزل

تدریسی مقاصد:

- طلبہ کو فراق گورکھ پوری کی غزل کی نمایاں خصوصیات سے آگاہ کرنا۔
- طلبہ میں تخلیقی اور تنقیدی صلاحیتیں پیدا کرنا۔
- طلبہ میں فراق کی غزل میں موجود انسانی جذبات و احساسات کی تفہیم پیدا کرنا۔
- طلبہ کو فراق گورکھ پوری کی غزل کے فلسفیانہ پہلوؤں سے آشنا کرنا۔

سر میں سودا بھی نہیں ، دل میں تمنّا بھی نہیں
لیکن اِس ترکِ محبّت کا بھروسا بھی نہیں

دِل کی گنتی نہ یگانوں میں، نہ بیگانوں میں
لیکن اُس جلوہ گہِ ناز سے اُٹھتا بھی نہیں

مہربانی کو محبّت نہیں کہتے اے دوست!
آہ اب مجھ سے تری رنجشِ بے جا بھی نہیں

ایک مدّت سے تری یاد بھی آئی نہ ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں

یُوں تو ہنگامے اُٹھاتے نہیں دیوانۂ عشق
مگر اے دوست! کچھ ایسوں کا ٹھکانا بھی نہیں

ارے صیّاد ہمیں گُل ہیں ہمیں بلبل ہیں
تو نے کچھ آہ سنا بھی نہیں دیکھا بھی نہیں

منھ سے ہم اپنے بُرا تو نہیں کہتے کہ فراقؔ
ہے ترا دوست ، مگر آدمی اچھا بھی نہیں

(کلیاتِ فراق)

Web version of PECTAA Not for Sale

مشق

۱۔ مندرجہ ذیل کے مختصر جواب دیں:

(الف) شاعر کو ترکِ محبت کا بھروسا کیوں نہیں؟
(ب) دیوانۂ عشق کیا کچھ کر سکتا ہے؟
(ج) ''جلوہ گہِ ناز'' سے کیا مراد ہے؟
(د) شاعر صیاد سے مخاطب ہو کر کیا کہتا ہے؟
(ہ) مقطع میں شاعر نے اپنے بارے میں کیا رائے دی ہے؟

۲۔ مصرعے مکمل کریں:

(الف) سر میں ـــــــ بھی نہیں، دل میں تمنا بھی نہیں
(ب) دل کی گنتی نہ ـــــــ میں، نہ بیگانوں میں
(ج) شکوۂ جور کرے کیا کوئی اس ـــــــ سے جو
(د) مہربانی کو ـــــــ نہیں کہتے اے دوست!
(ہ) ہے ترا دوست مگر ـــــــ اچھا بھی نہیں

۳۔ درست جواب کی نشان دہی کریں:

(i) غزل کے پہلے شعر کو کہتے ہیں:
(الف) مقطع (ب) مطلع (ج) حسنِ مطلع (د) مطلعِ ثانی

(ii) ترکِ محبت کا نہیں ہے:
(الف) کوئی انجام (ب) بھروسا (ج) فائدہ (د) اعتبار

(iii) ''یگانوں'' سے مراد ہے:
(الف) بیگانے لوگ (ب) اپنے لوگ (ج) تنہا لوگ (د) منفرد لوگ

(iv) ـــــــ کو محبّت نہیں کہتے اے دوست!
(الف) ارزانی (ب) عداوت (ج) شفقت (د) مہربانی

(v) مقطع میں صنعت استعمال ہوئی ہے:
(الف) صنعتِ مبالغہ (ب) صنعتِ تکرار (ج) صنعتِ تضاد (د) صنعتِ مراعات النظیر

Web version of PECTAA Not for Sale

۴۔ غزل کو تحت اللفظ کے انداز میں پڑھیں کہ غزل کا رچاؤ اور معنی آفرینی آپ پر کھل جائے۔

۵۔ درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کی تذکیر و تانیث واضح ہو جائے:

الفاظ	جملوں میں استعمال
سودا	
تمنا	
بھروسا	
ہنگامہ	
شوخ	

۶۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں:

سودا تمنا عشق جلوہ گہ ناز صیاد رنجش

مطلع: کسی قصیدے، غزل یا قصیدہ نما نظم کے پہلے شعر کو، جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوں، مطلع کہتے ہیں۔

مطلعِ ثانی: مطلع کے بعد اگر ایک اور مطلع آ جائے تو اسے مطلعِ ثانی کہتے ہیں۔ مثلاً: شیخ غلام ہمدانی مصحفی کی ایک غزل کا مطلعِ ثانی ملاحظہ ہو:

مطلع

دنیا میں جب تلک کہ مَیں اندوہ گیں رہا
دل غم سے اور دل سے مرے غم قریں رہا

مطلعِ ثانی

رونے سے کام بس کہ شب اے ہم نشیں رہا
آنکھوں پہ کھینچتا مَیں سرِ آستیں رہا

مقطع: کسی غزل کے آخری شعر کو، جس میں شاعر اپنا تخلص بھی لاتا ہے، مقطع کہتے ہیں اور اگر شاعر نے تخلص استعمال نہیں کیا تو پھر اسے مقطع نہیں بلکہ محض غزل کا آخری شعر کہیں گے۔ مثلاً: مرزا داغ کی ایک غزل کا مقطع ملاحظہ ہو:

نہیں کھیل اے داغؔ! یاروں سے کہ دو
کہ آتی ہے اُردو زباں آتے آتے

Web version of PECTAA Not for Sale

۷۔ فراق کی اس غزل میں مطلع اور مقطع کی نشان دہی کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- فراق کی غزل ''بہت پہلے سے ان قدموں کی آہٹ جان لیتے ہیں'' یوٹیوب سے سنیں اور اس کی خصوصیات آپس میں زیرِ بحث لائیں۔
- طلبہ باہم بیت بازی کا مقابلہ کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو فنِ غزل گوئی سے متعلق اہم نکات بتائیں۔
- طلبہ میں شعری ذوق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔
- فراق کی اس غزل کا فکری اور فنی سطح پر محاکمہ کریں۔

Web version of PECTAA
Not for Sale

برائے اضافی مطالعہ

غزل کے ساز اٹھاؤ بڑی اُداس ہے رات
نوائے میرؔ سناؤ بڑی اُداس ہے رات
نوائے درد میں اک زندگی تو ہوتی ہے
نوائے درد سناؤ بڑی اُداس ہے رات
سمیٹ لو کہ بڑے کام کی ہے دولتِ غم
اسے یونہی نہ گنواؤ بڑی اُداس ہے رات
اسی کھنڈر میں کہیں کچھ دیے ہیں ٹوٹے ہوئے
اِنھی سے کام چلاؤ بڑی اُداس ہے رات
دو آتشہ نہ بنا دے اسے نوائے فراقؔ
یہ سازِ غم نہ سناؤ بڑی اُداس ہے رات

(فراقؔ گورکھپوری)